

خلافت نمبر

20th, HIJRAT 1350 H. S.

20th, MAY 1971

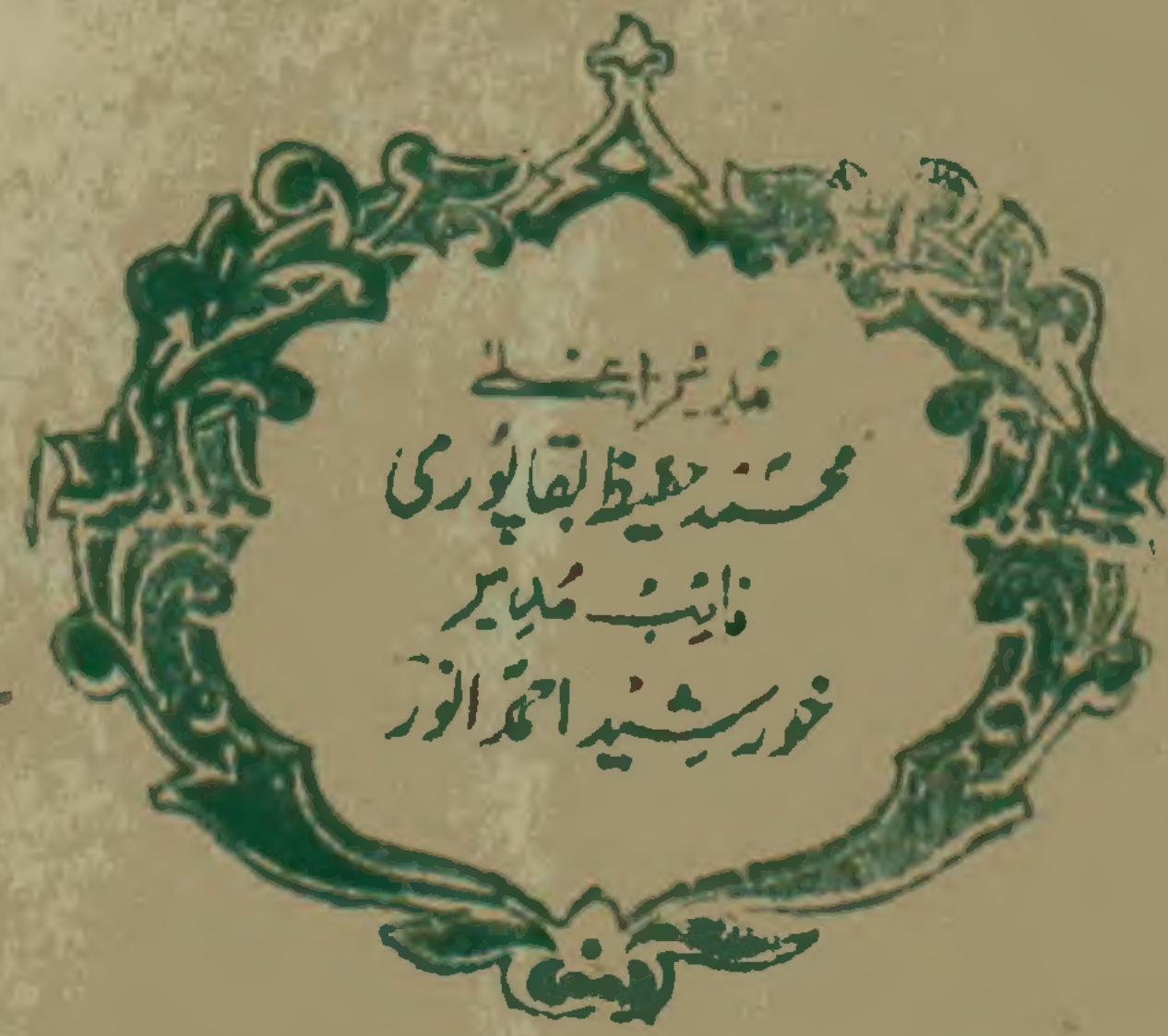
زرا اشتراك

سالانہ ..... ۱۰ روپے

مالک غیر ..... ۲۰ روپے



بجرا کر وقت تو نزدیک سید و پائے خدایاں بر مٹا بلکہ ترجمانِ حکم افتاد  
(الہام حضرت سید موعودؑ)



ملک صلاح الدین ایم. سٹے پرنٹرز و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرنٹرز صدر انجمن احمدیہ قادیان۔



(خلافت نمبر)

شمارہ ۲۰

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۰

۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ ۲۰ ہجرت ۱۳۵۰ ش ۲۰ ربیع الاول ۱۹۷۱ء

## جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال آج سے ۶۳ سال پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بوقت سارٹھ دس بجے صبح بمقام لاہور ہوا۔ اسی روز شام کی گاڑی سے جنازہ بٹالہ پہنچایا گیا جہاں سے راتوں رات روانہ ہو کر مخلص دوستوں نے اپنے کندھوں پر اُسے صبح کی نماز کے قریب بارہ میل کا پیدل سفر کیے قادیان پہنچایا۔ مقبرہ ہشتی کے متصل بڑے باغ میں جنازہ رکھا گیا۔ حاضران وقت احباب نے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور پھر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قریباً بارہ سو احمدیوں کی موجودگی میں جن میں ایک کافی بڑی تعداد باہر کے مقامات سے آئی ہوئی تھی حضرت مولانا نور الدین صاحب بھرویؒ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دسمبر ۱۹۰۷ء کا الہام ”ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق“ پورا ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت جماعت کے ایک ایسے کامل اتحاد اور

پورے اتفاق کے ساتھ ہوئی کہ ایک منفرد آواز بھی خلافت نہیں اٹھی۔ نہ صرف افراد جماعت نے اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی خلافت کو تسلیم کیا بلکہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک متفقہ فیصلہ کے ماتحت اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق حضرت مولوی نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ منتخب کیا گیا ہے۔ اور ساری جماعت کو آپ کی بیعت کرنی چاہیے۔ صدر انجمن احمدیہ کا مذکورہ اعلان جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ان الفاظ میں شائع ہوا:

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حب مشورہ

معتدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان۔ اقرباً حضرت مسیح موعود باجارت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھے اور جن کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والامناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی.....“

آخر میں لکھا:-

”یہ خط بطور اطلاع کلی سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامتہ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔“

بہت سے دوسرے اختلاف کے رنگ میں جو اس وقت غیر مبائعین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اس خط کے ذریعہ ان میں سے بیشتر کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے۔ دیگر باتوں کو چھوڑتے ہوئے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے جانشین کا تعلق ہے۔ یہ خط اور اعلان گویا ایسی دستاویز کی پوزیشن رکھتا ہے جس سے ساری بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا گیا۔ اور اسی حیثیت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو یہ سب کارگزاری — اور — حضور علیہ السلام کے رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضور کے وصایا کے عین مطابق عمل میں آئی — دوم: — یہ فیصلہ اور تعمیل معتدین صدر انجمن احمدیہ کے غور و فکر اور مشورہ کے بعد ہوئی — سوم: — اس فیصلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اثر بار کا مشورہ بھی فیصلہ کن حیثیت سے شامل تھا۔ اسی لئے تو خصوصیت سے اعلان اور خط

## اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں تازہ ترین آمدہ اطلاع منظر ہے کہ — ۱۱ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو چکروں کی ہلکی تکلیف ہوگئی ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے الحمد للہ — ۱۲ ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ — اجاب التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور اہم ہمارت دینیہ میں فائز المرام فرماتا رہے اور اس کا فضل ہر آن شامل حال رہے۔ آمین۔

قادیان ۱۷ ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا یوسف احمد صاحب سلمہ ربیع بچکان بفضلہ تعالیٰ خیریت ہیں۔ الحمد للہ۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرزا یوسف احمد صاحب اور حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمن صاحب فضل مع اہل و عیال تاحال سفر سے واپس تشریف نہیں لائے۔ اجاب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

میں اس کا ذکر کیا گیا ہے — چہارم: — حضرت ام المؤمنین کی اجازت اور منشاء بھی وضع رنگ میں معلوم کیا گیا اور اسی کے مطابق حاضر الوقت کثیر التعداد افراد جماعت نے بھی مشورہ دیا۔ — پنجم: — جملہ احباب جماعت کے لئے خواہ وہ پُرانے احمدی ہوں یا نئے سرے سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے ہوں ضروری سمجھا گیا کہ بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں — اب ان باتوں کا غیر مبائعین کے پاس سوائے ادھر ادھر کی باتوں کے کوئی معقول جواب نہیں۔ جناب خواجہ صاحب کا یہ اعلان اور خط اُس وقت کا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا صدمہ دلوں میں بالکل تازہ تھا۔ اور دل کا آئینہ بالکل صاف تھا۔ اس پر کسی طرح کی بیرونی میل جتنے نہ پائی تھی۔ اور سب افراد جماعت کی آنکھیں اصل حقیقت اور امر واقعی کو اچھی طرح دیکھ رہی تھیں۔ ابھی دوسرے اندازی کے پردے بعض کی آنکھوں کے سامنے حائل نہیں ہوئے تھے۔ اسی لئے تو ان سب کو رسالہ الوصیت میں وہ سب کچھ نظر آگیا جس سے اب صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ ماسوا اس کے رسالہ الوصیت میں جو کچھ وصایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں درج ہے وہ وقتی بات نہ تھی بلکہ حضور کی جماعت کے لئے ایک مستقل ہدایت ہے۔ اور جو کوئی اس سے انحراف کرتا ہے وہ خود غور کر لے کہ کہاں تک اُس نے حضورؑ کے وصایا کا احترام کیا — !!

جب ہم رسالہ الوصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے ناقابل تردید حد تک اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت ہی صحیح جانشین ہے نہ کہ کوئی انجمن یا ادارہ جیسا کہ غیر مبائعین دوسرے اندازی کے رنگ میں حضورؑ کی وفات کے چھ سال بعد سے پیش کرنے لگے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ رسالہ الوصیت میں مندرجہ حضورؑ کی اس وصیت پر گفتگو کریں جو حضورؑ کی وفات کے بعد خلافت کو اپنا جانشین قرار دینے سے متعلق ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے چند سال قبل خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہامات اس بات کی خبر دکھا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس خبر کو سُن کر آپ سے محبت و عقیدت رکھنے والے سبھی افراد کا دلیر اور غمگین ہو جانا لازمی امر تھا۔ اس لئے رسالہ الوصیت کے آغاز میں حضورؑ نے اپنی وفات سے متعلق الہامات درج کرنے کے بعد احباب جماعت کو تسلی دی کہ جو روحانی سلسلہ آپ کے ذریعہ جاری ہوا وہ بدستور جاری رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ ہر طرح اس کا ہر طرح حافظ و ناصر ہے۔ جماعت کی نگاہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر ہونی چاہیے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضورؑ نے خدا تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

”خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے..... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے..... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔“

دیکھئے حضورؑ نے کس طرح خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کے ظاہر ہونے سے نبی کے بعد خلافت کے قیام کو مراد لیا ہے اور اُس کے چل کر سورت نور کی آیت استخلاف نقل کر کے اس کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے معاً بعد حضورؑ نے اپنی جماعت کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے صراحتاً فرمایا:-

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مغالطوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی عملگین مت ہو۔ اور تمہارا دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ حضورؑ نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے خلافت کا سلسلہ ہی مراد لیا ہے۔ جو حضورؑ کی وفات کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ (باقی دیکھئے ص ۱۵ پر)



# میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں

اَوْسَا

## میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

کلمات طیبات حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ تاغافلوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھائے سوا ب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہو مت مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دکھانا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو میرے پیروں میں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آئے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھائے کہ تمہارا خدا ایسا قادر و قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔“

(الوصیۃ صفحہ ۷، ۸)

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَآ غَلْبَ لَآ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ نشانہ ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن انکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو فائدے کے جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نامکمل رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکان کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب ہم بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردید میں پڑ جاتے ہیں اور اہل کی کریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادشاہین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تمام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيَمَكِّنَنَّ لَّهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیروں میں لگے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہیں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق

نہ (ترجمہ) خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ



# خدا کے مامور کا وعدہ اور مشاہدہ

## اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا

اقتباس از خطبہ عید الفطر حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

نمبر مؤد ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۹ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

کلمہ شہادت اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حاضرین کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی بعدہ سورۃ فاتحہ کی نہایت پُر محارت اور بصیرت انفسروہ تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا :-

**سورہ فاتحہ** اس قدر تمہید کے بعد میں سورہ فاتحہ کی طرف تم لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تین فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک انعمت علیہم (۲) ایک مغضوب علیہم (۳) ایک ضالین۔ میرا اعتقاد ہے کہ تمام قرآن سورہ الحمد کی تفسیر ہے۔ اور اس میں ایک خاص ترتیب سے انہی تینوں گروہوں کا ذکر ہے چنانچہ سورہ بقرہ ہی کو لو کہ ہُدٰی للمتقین میں منعم علیہم کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا میں مغضوب علیہم کا اور اولئک الذین استردوا الضلالة بالہدٰی میں ضالین کا۔

**خاتمہ قرآن** یہ ابتداء کا حال ہے اب جہاں قرآن ختم ہوتا ہے وہاں سورہ نصر اذا جاء نصر اللہ والفتح میں منعم علیہم کا بیان ہے اور تنبیت میدا ابی لہب میں مغضوب علیہم کا اور ہواللہ احد اللہ الصمد لم یولد ولم یولد میں ضالوں کی تردید ہے۔ اس واسطے ہم کو چاہیے کہ بہت فکر کریں اور اپنا آپ محاسب کریں۔ اپنے اعمال کو دیکھیں کہ ہم کس فریق کے کام کر رہے ہیں۔ آیا منعم علیہم کے یا مغضوب علیہم کے یا متادلین کے۔

**کچھ اپنی حالت کا ذکر** میں جو کچھ تمہیں کہتا ہوں کچھ اپنی حالت کا ذکر صاف صاف کہتا ہوں۔

میں صاف کہتا ہوں جو کچھ میری عمر ہے وہ آجکل کی عمروں کے مطابق انتہائی زمانہ ہے۔ ستر برس سے تجاوز ہے اب اتنی عمر مجھے اور پانے کی امید نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو یورد الی ارض العمر کی مصداق ہے پھر وہ قوی نہیں مل سکتے جو پہلے تھے پھر میری اولاد اسی نہیں جو میری خدمت کرے اور مجھے بھی اس بات کی فکر نہیں کہ میری اولاد میرے بعد کس طرح اپنا گزارہ کرے گی۔ کیونکہ جب میں نے اپنے باپ دادا کے مال سے پرورش نہیں پائی تو میں برا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر موقوف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے ولا تفتلوا اولادکم من

املاق نحن نرزقکم دیاہم۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکریہ ہے۔ پھر اگر مجھے فکریہ ہے تو یہ کہ قرآن قیامت میں میرے ساتھ جائیگا کوئی نہیں۔ پس میں تم کو وعظ کرتا ہوں کہ کیا اپنے تئیں جٹا دوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

**منعم علیہ** تم ان تین گروہوں کے اوصاف پر غور فرمائیے کہ منعم علیہم گروہ کے لئے سب سے پہلی صفت بیان کرتا ہے کہ یؤمنون بالغیب۔ ایمان بالغیب ایسا ضروری ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے بغیر نہیں ہوتا۔ پہاڑے۔ سماعت۔ اقلید۔ طبعیات سب کے لئے فرضی بنیاد پر کام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پولیس بھی ایک بد معاش کے کہنے پر بعض مکانوں کی تلاشی شروع کر دیتی ہے تو کیا وجہ کہ انہی کے کہنے پر کوئی کام نہ کیا جائے جس کا تجربہ بارہا کئی جماعتیں کر چکی ہیں۔ پھر فرمایا یقیمون الصلوٰۃ دعائوں میں نمازوں میں قائم رہتے ہیں وہ مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ ہما انزل الیک اور من قبلک اور آخرۃ پر ان کا ایمان ہوتا ہے۔

**دوسرا گروہ** پھر دوسرے گروہ کی صفات بیان کریں کہ ان کے لئے تذکر و عدم تذکر مساوات کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ ان میں غائبت اندیشی نہیں ہوتی۔ جمہور کہہ جاتے ہیں۔ پھر انہی کی نسبت اخیر قرآن میں فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ماکسب یعنی جھٹا اور مال دونوں پر بڑا گھمٹ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ دونوں کو غارت کر دیتا ہے۔

**منافقین** پھر تیسرے گروہ ضالوں کا ذکر فرمایا کہ ان کو صفات الہی کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور ان میں نہ توقوت فیصلہ ہوتی ہے نہ تاب مقابلہ۔ قرآن شریف کے ابتدا کو آخر سے ایک نسبت ہے۔ پہلے مفلحون فرمایا ہے تو اذا جاء نصر اللہ والفتح میں اس کی تفسیر کر دی۔ اور مغضوب علیہم کی نسبت میدا ابی لہب میں اور ضالین کا رد قل هو اللہ احد میں کر دیا ہے غرض عجیب ترتیب سے ان تینوں گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کی صفات بیان کر کے میں تمہیں

مکر نصیحت کرتا ہوں کہ تم سوچو منعم علیہم میں سے ہو یا مغضوب علیہم یا ان لوگوں میں جن کو ضالین کہا گیا ہے۔

**خدا پر توکل** میں نے تمہیں بہت کچھ کہہ دیا ہے اور گول بات ہرگز نہیں کی۔ میں مومن ہو کر مرنا چاہتا ہوں میں اللہ سے اس کی رحمت کا امیدوار ہوں جیسے اس نے اس عمر تک میری تربیت کی اور میری ہدایت کا موجب ہوا اس طرح میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میرا خاتمہ بھی بالآخر کرے گا۔ اور میری موت قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی حالت میں کرے گا۔

**ضرورت وحدت** میں اس سے بھی کھول کر کہہ دوں گا کہ تم کو سننا چاہتا ہوں کہ کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں بن سکتی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی عملہ سوائے وحدت کے عملہ نہیں بن سکتا۔ اور کوئی گاؤں سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی ملک سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی۔ دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے کہ یہ زہر ہے اب ہاتھ کیسے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں اور وہ اٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے مرنے والے باپ اپنی ماں کی بات نہیں سنتا تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیاناس ہو جائے اسی طرح عملہ، ملک اور سلطنت کا حال ہے۔

اھدا ما الصراط المستقیم کی تفسیر میں میں نے مرزا صاحب سے سنا ہے کہ اہدنا میں نا اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا جماعت کی بڑی ضرورت ہے یہاں تک کہ اگر جمع نہ ہو تو خدا کے اس فضل کے ماذب نہیں ہو سکتے۔

**حسن معاشرت** اسی جماعت میں سے چند عورتیں اُجڑ کر ہالے پاس آئیں۔ ہم ہٹے ان کے خاوندوں سے خط و کتابت

کی۔ بعض تو ہمارے کچھانے میں آگئے اور بعض نے پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ رجسٹر و خطوط کی رسید نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ظالم طبع لوگ بھی ہماری جماعت میں ہیں مگر الحمد للہ کہ اکثر سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ ایک عورت کے خاوند نے مجھے لکھا کہ ہندوستان پنجاب تو سب دیوثوں کا بنا ہوا ہے۔ جو کچھ میری عورت کہتی ہے اگر مجھے موقع ملے تو گلا ہی گھونٹ دوں۔ میں نے اسے لکھا کہ پہلا دیوث تو خود باللہ وہ ہوا جس پر تم ایمان لائے اور جس نے یہ احکام دئے کہ عورت سے معاشرت میں نرمی کرو۔ خیر وہ سعید تھا سمجھانے سے سمجھ گیا اور توبہ نامہ بھیج دیا۔ خیر میں چرکتا ہوں کہ جب تک وحدت نہ ہوگی تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

**چودہ سو سے چار لاکھ** حضرت صاحب کے زمانے ۱۴۰۰ میں میں نے ۱۴۰۰ کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور ۱۴۰۰ سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنادیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

**خلفاء کس طرح بنتے** ایک خلیفہ آدم تھا اس کی نسبت فرمایا

بے اِنِّی جاعل فی الارض خلیفۃ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عصی ادم ربہ فغویٰ لیکن جب فرشتوں نے کہا من یفسد فیہا ویسفسک الدماء وخن نسبح بحمدک ونقدس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے پس فامجدوا لادم تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غویٰ تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چون کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے کہ نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو۔ اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو آدم پھر داد کے لئے کیا کیا مشاکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر فاسستغفر ربہ وخر را کعوا وانا ب سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابوبکر ہے اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے یا وہ اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ برس گزر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب نئی نئی میں نے منکوائی ہے جس کے ۴۰ صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابوبکرؓ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا



تہیں فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نور الدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہی آدم اور ابو بکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیش گوئی میں نہیں۔

کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے  
 کامیاب ہوتے ہو۔ میرا ایک دوست مجھے کہتا  
 تھا کہ تم آگلوں کو دباتے ہو بھجھتے نہیں۔ میں  
 نے کہا کہ جلد باز بھلا میرا وزیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے  
 آگلوں کو دبا کر بھی بھجھتے دیکھا ہے۔ میری ماں  
 دیکھتے ہوئے کوٹیلے ایک گڑھے میں ڈال کر  
 بند کر دیتی تھی غصوڑی دیر میں سب بھجھ جاتے۔  
 دیکھو میں نے پانی کے لحاظ سے تو وعظ کیا ہے۔  
 اور دبانے کیلئے کوشش میں ہوں۔ ہم اور تم  
 سب مرعائیں گے اگر کچھ نفار ہم میں باقی ہیں  
 تو پھیلی قوتوں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور وہ ہم  
 پر لعنتیں کریں گی۔ مجھے کہیں گے کہ کس خبیث  
 نے یہ گندہ بیج بو دیا۔ دیکھو تم میرے حق کو بجا  
 لاؤ۔ میں نے کبھی اپنی بڑائی نہیں کی۔ مجھے ضرورتاً  
 کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے  
 کہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بعیت  
 لینے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے پہلے معاہدہ پر  
 قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔  
 اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو تو اس کی استقامت  
 کی دُعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم  
 مجھ بڑھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے  
 کسی قول سے معنے سمجھا لو گے۔ اگر میں گندہ  
 ہوں تو یوں دُعا مانگو کہ خدا مجھے دُنیا سے اٹھا  
 لے۔ پھر دیکھو کہ دُعا کس پر اُٹھی پڑتی ہے۔

تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے۔

لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے۔ مجھے  
گو لے اور زلزلے سے بھی زیادہ خوفناک یہ  
بات ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔

کیا آپ خوش ہیں؟



# برکاتِ خلافت

(از مکرّم مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ)

## خلافت کی حقیقت

سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں خلافت کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ :-

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظاہری طور پر رسول کے کمالاً اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر نفاذ نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجزیکہ تابدینا کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی برکات رسالت سے محروم نہ رہے“ (شہادت القرآن ص ۵۵)

دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ انبیاء و رسل کے علاوہ مشائخ کی وفات پر بھی ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک خلافت متبوع کے وجود کا ظلی طور پر دنیا میں لمبے عرصہ تک قائم و باقی رہنا ہے تا دنیا متبوع کی برکات سے لمبے عرصہ تک متمتع ہوتی چلی جائے۔

## منصبِ خلافت

خلافت کی برکات جاننے کے لئے پہلے نبی متبوع کے منصب کا علم ضروری ہے۔ یہاں سے یہ اندازہ ہو سکے کہ نبی کے ذریعہ نبی کی تفریض ہوتی ہے۔ خلافت میں ان پودوں کی نشوونما لیا جاتی ہے۔ اور آیت خلافت انہی تاثیروں کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ پس ان تاثیروں کے دنیا میں رد و افزوں ترقی کے ساتھ پھیلتے چلے جانے سے خلافت کی برکت خود بخود ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ اسل کو دیکھنا چاہیے کہ اس کے پس و کیا کام خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فریضہ اور منصب بیان فرماتا ہے

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔

(۱) یعنی خدا تعالیٰ کی آیات لوگوں پر پڑھے۔  
(۲) ان کا تزکیہ کرے۔  
(۳) انہیں کتاب اللہ سکھائے۔  
(۴) ان کو کتاب اللہ کی حکمت سکھائے۔

یہ چاروں کام ہیں جن کے کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا یا۔ حضرت سید المرسلین نے یہ کام بدرجہ احسن کر کے دکھائے۔ یہی کام آنحضرت صلعم کی نیابت میں اس وجود کو کرنے چاہئیں جسے خلیفہ کہتے ہیں۔

## نظامِ خلافت

اسلام میں نظامِ خلافت ایک نہایت عجیب و غریب بلکہ عظیم المثال نظام ہے۔ یہ نظام موجود الوقت سیاسیات کی اصطلاح میں نہ تو پوری طرح جمہوریت کے نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے موجودہ زمانے کی ڈکٹیٹر شپ کے نظام سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ نظام ان دونوں کے بین بین ایک علیحدہ قسم کا نظام ہے۔ جمہوریت کے نظام سے تو وہ اس لئے جدا ہے کہ جمہوریت میں صدر حکومت کا انتخاب میعادى ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب میعادى نہیں بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرے جمہوریت میں صدر حکومت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم تو ہے شک ہے مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحت عامہ کے ماتحت اسے روکے دوسرے طریق اختیار کر سکتا ہے۔ دوسری طرف یہ مقام ڈکٹیٹر شپ سے بھی مختلف ہے۔ کیونکہ اول تو ڈکٹیٹر شپ میں میعادى اور غیر میعادى کا سوال نہیں ہوتا اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کئی اختیار حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ حسب ضرورت پرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کر سکتا ہے۔ مگر نظامِ خلافت میں خلیفہ کے اختیارات بہر صورت شریعت اسلامی اور نبی متبوع کی قیود کے اندر محدود ہیں۔ اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے

کا پابند نہیں مگر خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ غرض وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کرتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے۔ اور لوگوں کیلئے اسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ پس اس قسم کے روحانی نظام میں میعادى تقرر کا سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔ اور ایسا وجود ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔

## خلافت کی اقسام

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خلافتیں تین قسم کی ہیں۔

(۱) خلافت نبوت :- جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت تھی۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً“ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا۔ اور نہ وہ نبوی بادشاہ تھے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط إِنَّ الَّذِينَ يَصِلُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ لِّمَآ نَسُوا آيَاتِ الْحِسَابِ ۝

(سورہ صافات ع ۲۷)

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ نبی تھے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے۔

(۲) دوسری خلافت جو قرآن مجید سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے

کہا کہ :-

وَ اذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْكُمْ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ وَ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَقْصَةً ۚ فَاذْكُرُوا الْاٰلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ ۝

(سورہ اعراف ع ۹)

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے :-

وَ اذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْكُمْ بَعْدَ عَادٍ ۔

(اعراف ع ۱۰)

ان آیات میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں۔ اور نعمت سے مراد صرف نعمت حکومت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیبت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مد نظر رکھ کر تمام کام کرو ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ :-

(۳) نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لئے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا :-

اٰخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعِ سَبِيلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔

(سورہ اعراف ع ۱۷)

اس آیت سے ثابت ہے کہ وہ ایک تابع نبی تھے۔ اور ایک حکران نبی کے خلیفہ بھی تھے یہ خلافت، خلافت نبوت نہ تھی بلکہ خلافت انتظامی تھی۔ اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوت فرماتا ہے۔ جو کوئی نبی شریعت نہیں لاتا۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھر پور اتارا ہے۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور بانی علماء بہ سبب اس کے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی وہ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الوصیت کی اہمیت و عظمت

(محترم شیعہ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضیل فرائڈ نیشن — (ریویج)

سیدنا حضرت سید موعود علیہ السلام کی تصنیفات انہی سے کچھ زندہ ہیں۔ اور حضور کی عمومی ہدایت اگرچہ یہی ہے کہ جو تین بار میری کتابوں کو نہیں پڑھتا مجھے ان کے ایمان کے بارہ میں خدشہ ہے۔ لیکن رسالہ الوصیت جو حضور علیہ السلام کی وفات سے تین سال قبل کی مختصر تصنیف ہے۔ اس کے بارہ میں حضور کا مندرجہ ذیل خصوصی ارشاد ہے۔

”خاص ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ کتاب پہلے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشہور کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور..... مخالفوں کو بھی مناسب طریق پر اس سے اطلاع دیں۔ اور ہر ایک بدگوئی پر صبر کریں اور دعائیں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم۔“

حضور کے اس خصوصی ارشاد کو خاک نے جب پڑھا اور رسالہ الوصیت کا پتلا دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضور نے آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھنے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی اشاعت کے لئے جو تاکید فرمائی وہ بہت سی اہم باتوں۔ اہم پیشگوئیوں اور اہم نظام کے قیام کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں پانچ اہم باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے اس مختصر رسالہ میں توجہ دلائی ہے اور جن کے پیش نظر رسالہ الوصیت کو خاص طور پر اہم و اہم قرار دیا گیا ہے۔ لکھنے اور دوستوں میں مشہور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

اول اس میں خدا تعالیٰ کے اُس پاک کلام سے حضور نے آگاہ فرمایا ہے جن میں مشہور اہم اور عظیم المرتبت پیشگوئیاں

کا ذکر ہے۔ جن میں سے کئی ایک اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہیں اور کئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے آداب و کتاب سے پوری ہوں گی۔ اور جن کے کمال ظہور سے اللہ تعالیٰ کی ادر برکت ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے اور یہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہیں۔ آپ کی اپنی ذات کے متعلق جن میں آپ کی وفات کے متعلق خبر ہے اور متعلق امور کے متعلق جن سے آپ کی صداقت اور عظمت کا اظہار ہوگا۔ دوسرے مخالفین اور شرارت کرنے والوں کے متعلق پیشگوئیاں اور سوا اثبات کی شدت کا ذکر جو قیامت کا نمونہ ہوں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور ایسے زلازل آئیں گے جن سے زمین تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس مصیبت کی گھڑی اور خطرناک حوادث و زلازل سے بچنے کا حضور علیہ السلام نے راستہ بھی بتا دیا اور فرمایا۔

”راستہ باز بنو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تا بیچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تاکہ اس دن کے ڈر سے اس میں رجوع ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھادے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔“ (الوصیت ص ۱۸)

دوم۔ خدا تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی بد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جن وقت کی تخم ریزی نبیوں اور رسولوں کے ہاتھ سے کر داتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے مخالفین سے کر داتا ہے۔ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ مجھے حضور نے قدرت ثانیہ قرار دیا۔ حضرت سید موعود علیہ السلام چونکہ خدا کے مامور تھے۔ حضور نے قدیم سنت اللہ ظہور نظر رکھتے ہوئے اپنے احباب کو توجہ دلائی ہوئے تحریر فرمایا۔

”سوائے غریب و سبک قدیم سے سنت اللہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ دو تہ تہی دکھلاتا ہے نامخالفوں

کو دھمکائی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سوا ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری کتابت سے (وفات کی خبر دینے سے) ہلکے مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دو تہ قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“ (الوصیت ص ۱۹)

حضرت سید موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے اور الوصیت کی اس ماسبق تحریر سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱) قدرت ثانیہ خلفاء ہی کا نام ہے کیونکہ حضرت سید موعود علیہ السلام نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا ”تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔“ (الوصیت ص ۱۹)

(۲) انبیاء کے بعد سنت امتلاؤں کا اتنا قاعدہ ہوتا ہے اور امتلاؤں کا خلفاء کے ذریعہ ازالہ کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم ہے۔ ہر ایک نبی کی امت سے یہ معاملہ پیش آیا اور یہ سنت قدیم سلسلہ احمدیہ میں بھی ضرور پوری ہوگی۔ جیسا کہ حضرت سید موعود علیہ السلام نے فرمایا ”سوا ممکن نہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔“ (۳) قدرت ثانیہ کے سلسلہ کو ہم بخشا جیسے گاہ یعنی خلافت احمدیہ کے سلسلہ کو ہم ام نعیم ہوگا۔ اور نالیا امت سلسلہ احمدیہ میں خلفاء آتے رہیں گے۔ جماعت نظام کو ایسا استحکام نصیب ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور نے فرمایا وہ دائمی ہے جس کا

سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ (۴) ان تحریرات سے ظاہر ہے کہ وہی قدرت کا ظہور حضرت سید موعود کی وفات کے بعد ہوگا۔ یعنی آپ کے جانے کے بعد دوسری قدرت آئے گی۔ آپ فرماتے ہیں ”اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔“ (۵) یہ خلافت کا سلسلہ شخصی خلافت کی صورت میں ہوگا نہ کہ انجمن یا ادارہ بورڈ کی صورت میں۔

رسالہ الوصیت جس کی اہمیت کے پیش نظر حضور نے یہ تاکید فرمائی کہ اسے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ تو غور سے پڑھنے سے یہ بات واضح ہے کہ حضور کے ذہن مبارک میں جماعت کی دینی تربیت اور روحانی ترقی اور غلبہ اسلام کی ہم کو کامیاب بنانا اور آپ کے مشن کو کامیابی سے نپٹا کر کرنے کے لئے ضروری تھا آپ کے بعد برکات خلفاء کا سلسلہ جاری ہوگا جماعت دل و جان سے ان سے تعاون کرے و باہر داری کرے۔ ان کا تقاضا اور ہر ایک قسم کی قربانی میں حصہ لے کر خدائیت کا نمونہ پیش کرے اور نہ صرف ایک نسل بلکہ آئندہ نسلیں بھی اس وصیت کے مطابق عمل در آئیں تاکہ وہی ترقیات اور برکتوں سے حصہ وافر پا سکیں۔

سوم۔ نہایت پاک اعلیٰ اور نور انداز میں جماعت کے افراد کو تعلیم سے نوازا ہے۔ اور یہ خوشخبری دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیارا کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر کھلا دیں اور خدا سے خاص انعام پادیں۔

خدا تعالیٰ سے خاص انعام پانے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا طریق بھی آپ نے بتایا اور یہ تعلیم دی۔

”ان کو ان فضلوں سے کیا نائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی پاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی طرف توجہ رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنمیت قریب سے دور رکھے۔“ (۱) ہم ارادہ کیا ہے کہ ہمیں یہی بلا کچھ نہ آئے۔ کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھر لی۔ اپنے غرض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں



جنت میں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کپڑے ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کپڑے ہاک ہوتے ہیں۔ اور تم جس خدا نہیں ہوگا جو تمہیں ہاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ کیوں اگر تم اپنے نفس سے حقیقت مر جاؤ گے۔ تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواروں میں ہے اور وہ گھر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ (الوصیت صفحہ ۱۸)

حضرت علیہ السلام نے اپنی جماعت کو خدا کی برگزیدہ قوم بنانے کیلئے یہ نسخہ تمیز فرمایا جس کے استعمال سے خدا تعالیٰ کے خاص اعمال کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

**جہادِ اہم**۔ ایک اہم اور ضروری مسئلہ جس کی وضاحت حضور علیہ السلام نے سالِ اوصیت میں فرمائی ہے۔ نبوت کا مسئلہ ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین کا ایک عظیم اور بیحد مقام ہے یہ وہ مقام ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا ہے اس مقام کی ایسی تشریح کرنا جس سے حضرت کے اس مقام کی پوری شان اور اعلیٰ اہمیت اجاگر نہ ہو۔ یقیناً خدا تعالیٰ کی مشائخہ مختلف ہے۔ ان تمام توضیحات اور تشریحات کو جو اس مقام کو صحیح طور پر بیان نہیں کرتی۔ حضور نے رد کرتے ہوئے فرمایا:-

”وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعالی میں اور قدر میں۔ اور اسی تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام جوتی اور کشتیاں جو پہلے گزر چکی ہیں ان کی الگ طواری پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پیشینگوئیوں اور ہادیوں سے اور جو اہل کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچا نیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں، اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں تھی اس لئے اس نبوت پر سب جو توفیق کا خالص اور جوا چاہیے

مکتا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کیلئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے ناقص نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اہل کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی نسبت اور اس کے مکالمہ معنی طلبہ سے بڑھ کر انجام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔۔۔۔۔ اور جبکہ وہ مکالمہ معنی طلبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اور غیبی پوشش کی صورت دہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔“

(الوصیت صفحہ ۱۵-۱۶)

**پہنجم**۔ رسالہ الوصیت کے آخر میں اس نظام کو جو ہماری جماعت میں نظامِ وصیت نامہ معروف ہے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو ایک خاص جگہ آپ کو دکھائی گئی۔ یہاں ایک قبر تھی جو چاندی سے زیادہ چمکی تھی اور اس کی تمام سہلی چاندی کی تختی تھی آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کی قبر ہے اس کے علاوہ ایک اور جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام ہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو ہشتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلام پر آپ نے اپنی ملکیت کی ایک زمین قبرستان کے لئے تجویز فرمائی۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو ہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک لوگوں کی خواہش ہو چکی ہے اور حقیقت میں کو دنیا پر مقدم کر دیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح ڈھار کا اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔“

(الوصیت صفحہ ۱۲)

پھر حضور نے دوسری مرتبہ دعا کرتے ہوئے کہا:-

”اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع میرے پیچھے اور دنیا کی اغراض کی طواری ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔“

پھر حضور نے تیسری مرتبہ دعا تعالیٰ سے اس طرح استعانت چاہتے ہوئے کہا۔

”پھر یہی تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ

اے میرے قادر کریم۔ اے خدا تعالیٰ حضور درجیم۔ تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جس کے خلی ایمان اور اطاعت ہے سچا بھلا ہے۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جانا نہ کرے۔ جس سے تو راضی ہے اور جس کو تو جانتا ہے کہ بدظنی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفا داری اور پورے ادب و انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔“

یہ کیلئے بابرکت نظامِ وصیت ہے۔ اور یہ بہشتی مقبرہ کیا بابرکت قبرستان ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کے مامور اور فرستادہ نے تمام دنیا میں کر کے ان نیک دل اور بزرگ نفس اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لیا اور ان کو اپنا ایثار قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر لیا اور ان کو نوازا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو شرفِ قبوریت بخشا گیا ہے اور بڑی بڑی انبیا میں آپ کو اس قبرستان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت کے ص ۱۲ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری نشا تیں کھدائی گئی ہیں اور نہ صرف خدا نے فرمایا کہ یہ مقبرہ ہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کو دیکھا کہ رحمتِ باری پر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں فرمادی گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔“

اس غرض کیلئے کہ یہ پاک اور نیک دل لوگوں کی خواہش ہے حضور نے چند شرائط مقرر فرمائے ہیں جن کا ذکر رسالہ الوصیت کے آخر میں حضور نے ذکر فرمایا ہے اور بار بار ان کا تذکرہ احباب کے سامنے آتا رہتا ہے لیکن غیبی و شریعتی علاوہ دیگر ضروری تفصیلات کے جو دنوں میں ان کے لئے ہے وہ یہی ہے کہ مٹی ہو۔ عمرات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا شرط بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے جس کی طرف بہت غصہ و غبار کی ضرورت ہے۔

یہ ایک اہم نظام ہے نہ اغراض نفسانی پر مبنی ہے اور نہ ہی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص شہیت سے اس نظام کے ذریعہ میں اور منافقین غیور کرنے کا طریق جاری فرمایا ہے جبکہ وہ سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دیا اور جو

کہ تیرے، اور وہ بلاؤں کے دن جو نزدیک ہیں اسی بابرکت نظام الوصیت کے مطابق ایسا راہِ قرآنی اور پاک تبدیلی کرنا انسان اور صاف اور سچا اور پرہیزگار اور متقی مسلمان بچا یا جائیگا اور فرستادہ الہی کے قلم کی قیاس سے حقیقی مومن اور اس کے دوسری سابقین اور میں ملکا جائے گا۔ کیوں ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس قسم کو مانا ہے وہ خدا کے دقت آدھار کر کے گا کہ کاش میں تیرا جہاد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس خدا سے بچ جاتا۔“

(الوصیت صفحہ ۱۸)

الغرض وصیت کا نظام ایک اہم نظام ہے اور اس تمام نظام پر خدا سے جو اسلام نے قائم کیا ہے اور اس نظام کے ذریعہ مخلصین کی مالی قربانی کے نتیجہ میں جو مال اکٹھا ہو رہا ہے یا اکٹھا ہوگا اس مالی کا فوائد ازہ بھی لگانا مشکل ہے دنیا کی حکومتوں کے محاسب بھی اس کے مقابل میں آدھے ہوں گے یہ مال صرف فطری اشاعت اسلام کیلئے ہی نہیں ہوگا بلکہ اس نظام کی تفصیلات اور شرائط اور متعلقات واضح کر رہی ہیں کہ یہ اسلام کی فطری اشاعت و دنوں کیلئے ہوگا بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ وصیت کے نظام میں اس لئے نظام کی تکمیل ہی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کو باعزت و رتبی کامیاب کیا جائے گا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو فقر تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دیکھ دو دیکھ کو دنیا سے انشاء اللہ ملنا دیا جائیگا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا مرنے والوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جو ان کی باپ ہوگی غورتوں کا سہارا ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشامی ہوئے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم سے قوم لئے گئے۔ بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔“

وہی نظام (وصیت)

میں مبارک ہے وہ لوگ جو اپنے آقا اور پیشوا مامورین اللہ کی آواز پر بیکسکتے ہوئے رسالہ الوصیت کا نہ صرف مطالعہ بلکہ اس میں بیان کردہ اہم امور کو اپنے پہلے قدم قرار دینے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور نظامِ وصیت کو قائم کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔



حَقِّرَ مَوْلٰی نُوْر الدِّیْن خَلِیْفَۃُ الْمَسِیْحِ الْاَوَّلِ رَحِمَ اللہُ عَنْہُ

## چند یادیں اور تاثرات

از محترم صاحبزادہ عبدالرحیم خان صاحب خالد بار ایٹ لاہور ابن نواب محمد علی خان نانا آٹ نالیر کوٹہ

حضرت نور الدین اعظم خلیفہ المسیح اول نہایت سادہ لباس تھے۔ پاباہر جو جہان نیک میری یاد رہی کرتی ہے میں نے شاید ہی پہنے کبھی دیکھا ہو۔ لیکن ہر موسم گرمی کا لباس ہی حافظہ نے یاد رکھا ہو۔ جیسا میرا امیر شیشی داتا شاہ ہے آپ نے بند پوش تھے۔ موٹا گھول آستینیں ساکرتا جس کا کسی فیشی سے قلعہ نہ تھا۔ گریبان لیکن ہر موسم سرماییں بند کر بیٹے ہوں۔ مگر مجھے قیومی یاد ہے کھلا گریبان پہنے کے سفید بال باہر کو جھانکے نظر آتے تھے۔ آپ کے ہونٹ اور ناک موٹے سا نولہ رنگ لیکن بے عمر بڑی ہونے کے باعث رنگ سا نولہ پڑ گیا ہو۔ نول حنا سے رنگی ہوئی گھیرے دار ڈاڑھی۔ منہ کو یہ سب اعضاء چہرہ خوب پرہیز جمیعت تھے۔ اس معمولی چہرے لباس کے ساتھ مجھے نولہ پر بہت پیارا آتا تھا۔

جب درس کے لئے آپ شام کو مسجد اقصیٰ کی طرف جایا کرتے تھے بسا اوقات آپ سے راستہ میں ملنا ہو جاتا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں قد آدم ایک ٹھیکڑا کرتی تھی جسے نیک کہہ آپ درس قرآن شریف دیا کرتے تھے۔ راستہ میں جب کبھی آپ سے ملنا ہو جاتا تو آپ نہایت محبت سے

بازو کو پکڑ کر ساتھ لے لیا کرتے تھے۔ میں بھی ادب سے آپ کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ وہ ایک باتیں کرنے کے بہرہ و سلسلہ کا پھر شروع فرماتے جو میری حاضر ہی سے منقطع ہو چکا تھا بہر حال آہستہ آہستہ مسجد میں ہمارا یہ فقر سا قافلہ پہنچ جاتا۔ دراصل آپ نکلنے تو تنہا اور اکیلے تھے مگر راستہ جو کوئی قساقس تھا ہو جاتا تھا۔ شام کے وقت ہم سب کی منزل مقصود مسجد ہی ہوتی تھی۔ جہاں سب اس خیال سے جاتے تھے کہ آپ کے درس کو سنیں۔ بالعموم میں آپ کے تہذیب ہی جھانکنا تھا۔ ایک دن بدقسمتی شمعہ یا خوش قسمتی تھی۔ آپ نے اپنا قرآن شریف نکال کر مجھے دیا اور فرمایا میں آج کا درس نکال دوں گا کہ اس کو سب کو سنا دے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین ٹھنکی اور میں کچھ بہت سا بھگیا۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی دشتی نالیر نہایت

نیک اور شریف انسان تھے انہوں نے میری پریشانی کو میرے چہرے سے پڑھ لیا فرماتے تھے کہ سپارہ۔ میں نے وہ نکال کر پیش کر دیا۔ فرماتے تھے میں اس میں جیسے ہیں آج کا درس بھی معلوم نہیں۔ آپ کے اس نوعیت کے ناراضگی کے الفاظ نے مجھے لا جواب بنا دیا مگر مولوی اسماعیل صاحب۔ خدا ان کو وارث فرمادے بنائے میری امداد کے طور پر فرماتے تھے۔ حضرت راجہ کا درگاہ بھی ہے۔ اللہ اللہ وہ عالم فاضل۔ سمجھیں ہی بزرگ اپنی غلطی پا کر مجھ جیسے ۱۲-۱۵ سالہ بچے سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے میں اس صاف کرنا مجھ سے ہی غلطی ہوئی۔ کیا اخلاق کی بناء ہی آپ نے پائی تھی۔ مولوی عبدالحمید آپ کے فرزند اکبر بھی اس زمانہ میں ۱۳-۱۴ سالہ بچے تھے۔ ان کو مغرب اور عشاء کے درمیان آپ درس دیا کرتے تھے۔ میرے بچپن بھائی میاں عبداللہ غاں اور ملک غلام فرید جن کو ہم بابا غلام فرید کہا کرتے تھے۔ یہ ہمارے کلاسی فیلو تھے ان کی پہلی عبداللہ خان سے بہت مدد تھی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ نیک لڑکے تھے عبداللہ خان بھی ابتداء سے ہی دینی مشاغل میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بہر حال انہوں نے والد سے جائز لے کر اس درس میں روزانہ جانا شروع کر دیا۔ بابا غلام فرید کلاس میں بھی نہایت ہر بار دھکا تھا۔ یہ ہماری کلاس کا مانیٹر تھا۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ لیا۔ یہ درس حضرت خلیفہ اول اپنے مکان میں ہی دیا کرتے تھے۔ ایک کچا سا کھٹا جس میں دس بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ کچا فرش بگڑا اس پر چٹائی پورے کمرے کے ساڑھے تین کچے رہتی تھی۔ ایک چمن والا میب اور اس کی روشنی کسی طرح سے بھی اس کمرے کے لئے کفایت نہیں کرتی تھی پہلے دن بتلا سے قیسم کئے گئے۔ میری اور میاں عبداللہ خان کی موجودگی کو پا کر آپ نہایت خوش ہوئے۔ کتے بڑے الفاظ آپ نے فرماتے کہ یہ کمرہ ان سر در بچوں کی موجودگی کے باعث فور سے تعمیر کیا ہے یہ لا محض ترغیب و تقریریں تھی ہم کچھ جہیز سے وہ خود فرماتے۔ حضرت سید محمد کو چھڑ کر ان کے علم و فضل کی روشنی سے تادیان جھگا رہا تھا۔ میاں عبداللہ خان نے اس درس میں روشنی کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے

ایک گیس کا سیٹنگ ڈالا گھر سے لاکر لگا دیا ہم بچوں کے ساتھ بے مدخلیت فرماتے۔ سندہ بار کھڑے ہو کر تقریر فرماتے وقت میرے شانوں پہا پنا ایک پاؤں رکھ دیتے اور میرے شانوں کو بعض باتیں جو جوانی کی عمر کے قریب پہنچنے والوں کے لئے ان کی آئندہ زندگی کے لئے مفید ہوتی رہیں نیشن کرانے کے لئے۔ خوب ہلاتے یعنی مرتبہ یہ بھی فرماتے "خوب سن نور الدین کی یہ نصیحت ہے ایک مرتبہ مولوی عبدالحمید آپ کے فرزند اکبر کے درس میں آپ نے ہمارا استمن لیا۔ نقیر ایک لفظ قرآن شریف میں آتا ہے۔ جہاں کاتر جہاں آپ نے چند دن پہلے فرمایا تھا۔ چنانچہ میاں عبداللہ خان سے پوچھا۔ وہ نہ بتلا سکے۔ پھر مولوی عبدالحمید نے ہاتھ اٹھایا۔ ساتھ ہی میں نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ مولوی عبدالحمید نے کہا کہ کھجور کے بیج میں کوئی چیز ہوتی ہے اسے فقیر کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں درست ہے مگر غلطی بھیج نہیں سمجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کہ نقیر یا کھجور کے اندر ایک پردہ ہوتا ہے۔ آپ نے بھیج بتلانے والے کے لئے ایک روپیہ انعام رکھا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا نصف کے تم حقدار ہو نصف کا میرا بیٹا۔ مگر یہ آپ نے میری طرف پھینکا۔ مولوی عبدالحمید کہنے لگے لاؤ میرا نصف۔ چنانچہ میں نے ان کو آٹھ آنے آپ کے سامنے ہی دے دیے۔ کئی مرتبہ آپ نے ہم تینوں بھائیوں کو اپنے مکان پر بلوایا اور فصاحت کئے۔ مولوی عبداللہ کا درس سا بعد مغرب ہوتا تھا۔ محمود اللہ شاہ مرحوم جو میرے بھائی تھے غرضتے ناز پڑھایا کرتے۔ یہ تھے ایک دن ناز مغرب شروع ہو گئی تھی ناز کے دوران میں وہاں سپنا۔ سح آب کے سب نیچے چٹائیوں پر ناز پڑھ رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفہ ثانی نے ایک چارپائی پر بیٹھے قریب جماعت تھے۔ محمود اللہ شاہ سے فریاد کیا انہوں نے بتلایا میاں صاحب کو سندہ سر در دے میاں صاحب سے آپ کو بے مدخلیت تھی اور بار بار لوگوں سے دریافت فرماتے اب مصیبت کیسی ہے سید حکیم ایسے تھے کہ ایک مرتبہ والد کو دانت کا درد تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو عیب علاج بتلایا۔ اگر میں غلطی

نہیں کرتا ہوں آپ نے انگوٹھے پر پسینہ صوابا بات تو غصہ کی ہے۔ لیکن اس بیان میں غلطی ہو۔ میرے والد کے انگشت پر جھانکا پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی دانت کا درد بند ہو گیا درست ہے۔ انگوٹھے اور انگشت شہادت کی درمیانی جگہ پر پسینہ صوابا وہاں جھانکا اٹھا اور درد ختم ہو گیا۔ مبارک ہے ہم ۱۹۶۹ء میں موجودہ والد کے خلیفہ پیرا ہر کالج کے قریب دارالسلام کوٹھی میں پہلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب وہاں گھوڑی برسر ہو کر تشریف لیا کرتے تھے۔ ان ارد کے ہمارے گھر آنے پر آپ کا آنا جانا زیادہ ہو گیا تھا۔ والدہ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔ ان سے جب ہم کلام ہوتے ان کا لہجہ بہت محبت بھرا ہوتا۔ انہیں کچھ تھا۔ لیکن اس وقت بھی مجھے اس خاص شفقت پیری کا احساس تھا۔ اور غمو مان کے علاج کے لئے آیا کرتے تھے کیونکہ بھائی اور بہنیں بے ہودہ گھر سے پہا ہوئی۔ آپ خود ہی رنگی کے ایام میں نگرانی فرماتے جہاں میاں عبداللہ خان کی سبزی گھوڑی برسر ہو کر آیا کرتے تھے۔ آپ کو سواری کے لئے یہ گھوڑی بہت پسند تھی۔ ایک مرتبہ گھوڑی آنے میں تاخیر ہو گئی۔ شاید ہمارے ہاں آنے کے لئے آپ کو جلدی تھی۔ تو آپ مولوی عبدالحمید کو منہ زور گھوڑی برسر ہو کر ہماری طرف آنے کہنے غارم ہوئے۔ ابھی رہتی چھتہ وہ گھوڑی پہنچی تھی کہ گھوڑی منہ زور ہو گئی۔ بڑھاپے کا خالہ تھا گھوڑی سے گر پڑے۔ آنکھ کے پاس پیشانی سے نیچے پوٹ آئی جو کچھ زخمہ کے بعد تلمسہ سے نکلا۔ وہاں چوہا بن گئی۔ ڈاکٹر الہی بخش صاحب آپ معالج تھے۔ آپ رد اکٹر الہی بخش صاحب بہت نیک آدمی تھے مگر آپ کو تکیہ کلام کے طور پر ایک کالی زبان پر چڑھی ہوئی تھی۔ ہر فقرہ میں اس کالی کا ضرور استعمال ہوتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب فرماتے گئے۔ حضور! یہ روپیہ کالی دے کر زخم معنیاب نہیں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا زخم کو بے تکلف کالی دینا اور پھر آپ کے رو برد۔ لوگوں کو بہت شغفہ خیز بات معلوم ہوتی تھی۔ مگر لوگوں کو علم تھا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا تکیہ کلام ہے اور یہ مجبور ہیں۔ بہر حال یہ زخم جان لیوا بنا۔ آپ نہایت کمزور ہو گئے۔ اس حال جلسہ مدرسہ احمدیہ کے میدان میں تھیں تادیان کے اندر منعقد ہوا۔ آپ کو آواز بہت کمزور تھی اور خطبہ بھی مختصر تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی نے قبل خلافت کی کوشش سے حضرت خلیفہ اول کے اشارہ حکم سے میں ہمارے والد نے سکول میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ مالا کھ میرے



والد سکول ہی داخل کرنے کے سخت ضلالت  
تھے۔ ہماری عمر میں ہماری تعلیم کے لحاظ سے  
بہت تیار و گزشتہ تھیں۔ میرے ہواور ایکسپر  
مدرسہ الحسن خاں صاحب نو چھوٹی کلاسز کے  
لئے کافی بڑی عمر کے ہو چکے تھے۔ اس لئے ان  
کو ایک قسم سے سبکی معلوم دیتی تھی کہ چھوٹے  
بھائی بڑی کلاسز میں لے لئے جائیں۔ چنانچہ  
انہوں نے اس بنا پر سکول چھوڑ دیا۔ میں نے  
اردو میاں عبدالقد خان نے سلسلہ تعلیم جاری  
رکھا۔ حضرت مولوی صاحب نے مولوی صدر  
الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کو بلا کر حکم دیا کہ ان کا  
خاص خیال رکھا جائے۔ مولوی صدر الدین  
صاحب خود بھی ہمیں انگریزی پڑھانے کے  
لئے دقت دیا کرتے تھے۔

ہمارے پیدا ہونے سے قبل آپ وحضرت  
 خلیفہ اولؓ حضرت سید مرعود علیہ السلام  
 کے حکم کے مطابق میرے والد کو قرآن شریف  
 پڑھانے کے لئے ایک سال سے زائد تک  
 شیردانی گوٹ میں جو ہمارا گاؤں ہے جہاں  
 ایک حسین مکان بنا ہوا تھا اگر ٹمبرے بہار  
 نام بھی آپ نے ہی رکھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ  
 التَّوْحِيدِ التَّوْحِيدِ کی چٹی لہجور کی آپ  
 نے ہم نیشنل کالج یٹول پر ختم کر دی الحمد  
 میں ایک اور محج سے بھی جھوٹا بھائی تھا۔  
 رب العالمین کا سلسلہ آغا فرمایا۔  
 کیونکہ محج سے چھوٹے بھائی کا نام عبدالب  
 بھی آپ نے ہی رکھا وہ فوت ہو گیا تھا چند  
 روز کے بعد

نادیان میں آپ کے سلب میں لکھ دو  
مرتبہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ چٹانی کا  
زٹ۔ کچا مکان۔ دریاں میں آپ آتش دہش  
فرماہوئے۔ دائیں جانب سرسوی قطب الدین  
صاحب شیعہ دیکھو کراویہ تیار فرماتے۔ مرض  
اور غرباء کا جھگھٹ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں  
کہ یہ امیر ہے یا وہ غریب ہے۔ جو بچے آٹا لے  
دیکھتے۔ بنا حق غضب کئے جتے۔ بھین سے  
ہی آپ سب روگ کا پتہ چلا دیتے۔ مرض  
سے بھی پوچھتے۔ بڑبڑ بہت کچھ نہیں پہنچا کھتا۔  
اور ساتھ ہی آنکھیں بند کر دیتے۔ اسی طرح سے  
غریب کے ساتھ سلوک۔ کوئی کہتا ہے غریب  
ہوں۔ بچیاں اور پتلے جوان ہو رہی ہیں شادی  
کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں  
کوئی کہتا۔ مدت سے بیمار ہوں تیار دوا کوئی  
نہیں اور یہ اور علاج کئے لئے چہ نہیں۔ ہر  
مال بھانت بھانت کی ضروریات سیکھ کر غریب  
پیش کرتے۔ بھگوس کی کوڑہ نہیں کرتے۔ زیادے کو  
اچھا دیکھو جو قسمت میں ہو حکام کو مل جائے گا  
آپ کی مکت کا پر جاتا دریاں سے باہر دور  
دور تھا۔ کوئی کارسپاٹھس ر خط و کتابت  
کئے۔ زلیخہ غلامی کرتا۔ کوئی آدمی بھیج کر حال  
چکھاتا۔ کہیں کوئی امر خود ہی آ جاتا۔ مہینوں

مکرم علاج کرانا۔ روپیہ ڈاک کے ذریعہ بھی مریض  
بہد شفا بھیجتے لیکن آپ خود پیسہ روپیہ دے  
کر جاتے۔ مگر آپ ضابطہ پر توکل کر کے جو کچھ آتا  
تجسسی اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے۔ مگر سے  
ایک تلمذ ان کے مطلب آتے ہی اٹھا کر  
لے جاتے جو کچھ آتا وہ درجہ بدرجہ جو پہلے  
آیا اسے یہ بول کر دے دیتے لو اٹھاؤ یہ  
۔ ہمناری قسمت کا تم کو بھی گیا ہے۔ البتہ  
ایک شخص احمد دین نامی جو ایک آنکھ سے نابینا  
تھا۔ قادیان کی سیدھی سادھی فضا سے زیادہ  
ہوشیار اور چالاک تھا۔ وہ حضرت مولوی  
صاحب سے بے تکلف باتیں بھی کر لیتا تھا اور  
آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ صغریٰ صاحبہ کو بھی  
اعتبار دیتی تھیں۔ اس کو بیگم صاحبہ نے کہا تھا  
تھا کہ مولوی صاحب خود تو کچھ کر نہیں دیتے  
تم ہی وہاں سے بے پتہ کچھ لے آیا کرتا کہ  
ہندیا نو جو لے یہ چڑھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے سچے دنا دار عاشق دوست تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب لاہور تھے یا کہیں اور۔ وہاں سے حضرت مولوی صاحب کو تار بھیجا۔ آپ مطلب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی اتفاقاً وہاں موجود تھے۔ آپ انگریزی خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ تار جب آپ کو ملی تو آپ نے مولوی محمد علی کو تار دے کر کہا بتاؤ اسی میں لکھا ہے۔ پڑھ کر پوچھے آپ کو حضرت صاحب نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا اور اصرار کیا کہ اس تار کے پیچ میں بتاؤ۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ ترجمہ تو ہی ہو سکتا ہے کہ آپ فوراً آجائیں۔ آپ پھر کچھ نہیں بولے۔ خاموشی سے وہی نلمدان اُٹھایا اور جس حالت میں بیٹھے تھے، اٹھ کر باک کی کھچی سرک پر گئے۔ بعد میں لوگ آپ کے گھر جا کر بستراور دیگر سامان بچہ پر لاد کر لائے اور ڈر کے پل پر آپ کو آن لیا۔ چنانچہ بچہ پر بٹھلایا گیا۔ ایک آدمہ آدمی ساتھ ہوا۔

مدا پر توکل اس قدر تھا کہ بیان سے باہر  
جیسا کہ سنا ہے آپ جبار اوجہ شہیر کے خاص  
میکم تھے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ تنخواہ پاتے  
تھے۔ اس زمانہ میں اس قدر سامان آمدنی  
بہت تھی۔ مگر آپ کے ساتھ غریب غریب طالب  
علم و درویش بے انتہا ملتے جلتے۔ ان کے اخراجات  
روزمرہ آپ ہی کے ہاتھوں پر ہتے جس کے  
باعث یہ آمدنی کفایت نہیں کرتی تھی۔ ایک  
سامراجی کار جو آپ کا بیٹا تھا ادب کرتا تھا  
اور آپ کو حساب کتاب ہی صاف سمجھتا  
تھا وقت ضرورت بے دریغ قرض دیا کرتا  
تھا۔ آپ پر قرض دو لاکھ کے قریب ہو گیا وہ  
خیا اپنی سوجھ بوجھ کے لحاظ سے سمجھایا کرتا  
تھا کہ مولوی صاحب! آپ خود کو نہ بہا رہا نہ کیا  
کریں بلکہ کچھ تکلیف کے لئے کچھ بھائی کریں

پنناپ سنگھ جہاراج کا انتقال ہو گیا۔  
 امر سنگھ جہاراج بنا۔ بھائیوں بھائیوں میں  
 دیرینہ شکر رنجی کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ چنانچہ  
 متقی کے آوردہ اشخاص کو ۲۲ گھنٹہ سا شہر  
 بدر کا حکم مل گیا۔ حضرت مولوی صاحب بھی متقی  
 نہ سمجھے گئے۔ مگر آپ ایسے پالیسی سے بال  
 تر تھے کہ مگر فہم جہاراج نے اس موتی کو بھی لطف  
 سے گنوا دیا۔ آپ نے حضرت بیچ موغڈ کو اس  
 امر کا علم دیا۔ آپ نے انہیں حکم دیا فوراً تادیب  
 چلے آؤ۔ خدا کی قدرت جب ۲۲ گھنٹہ میں  
 سے صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے مگر اس بنیے  
 نے پھر آپ کو یاد دہی کرائی۔ کہ مولوی صاحب  
 آپ نے میری ایک نہ مانی۔ اگر کچھ اندد خستہ  
 ہوتا اس بے سرو سامانی کی نوبت نہ آتی۔  
 مگر مولوی صاحب پر ذرہ بھر پریشانی نہ  
 تھی۔ یہ آسانی مدد سمجھو یا آپ کے ممبر انعام  
 تھا کہ جہاراج متقی کی رانی کا کوئی اے  
 ڈی سی آیا اور بول رانی صاحبہ کو آپ کے  
 شہر بدر مرنے کا نظم ہوا۔ ان کو انوس پیے  
 کہ اب سلوک آپ سے کیا گیا ہے اور رانی  
 صاحبہ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مقروض ہیں  
 قرض دار مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہذا کچھ رقم بطور  
 امداد بھیجی جاتی ہے۔ جبرت ہے وہ رقم اسی  
 قدر تھی جتنا کہ آپ نے لوگوں کا دینا تھا۔  
 مولوی صاحب نے بنیے کو جو وہاں ہی موجود  
 تھا کہا کہ دیکھو متوکل لوگوں کی ہمارا اہذا ایسے  
 مدد کرتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کرنے کے بعد  
 مولوی صاحب کے پاس کچھ نہ بچا۔ مگر آپ  
 نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرنا تھی۔  
 آپ اپنے طالب علموں کی جماعت کو لے کر  
 چل پڑے۔ اُس زمانہ میں گواچی ایک تانگہ  
 نما سواری ہوا کرتی تھی جو سر بنگر سے حلق  
 متی اور سر بارہ میل پر راو پینڈی تک  
 پڑاؤ کرتی تھوڑے بہت ہی دو تین دن میں  
 سفر طے کر کے پینڈی کے اسٹیشن پر سوار ہوں  
 کو پہنچا دیتی۔

کشمیر سے واپسی کے اس سفر میں غالباً مولوی عبد الکریم صاحبؒ بھی حضرت مولوی صاحبؒ کے ساتھ تھے۔ چونکہ یہ واقعہ سماجی ہے اس لئے اس کے متعلق میں دلائل سے نہیں کہہ سکتا کہ مولوی عبد الکریم صاحبؒ ہی ساتھ تھے یا کوئی اور مولوی صاحبؒ مرید یہ بھی سنا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحبؒ اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ اچھے اور بہتر کہلے ہوئے تھے ان کی واسکٹ میں جیسی قمیص۔ اس لئے حضرت نواز الدین اعظمؒ نے سفر کے لئے جو رقم رکھی تھی یہ کہہ کر مولوی صاحبؒ آپ کی واسکٹ میں جیسی ہی رقم آپ کے پاس محفوظ ہے گی۔ رقم ان کے حوالہ کردی کشمیر سے پڑی بلکہ کئی پڑاؤ آتے تھے۔ ایک مقام پر یہ

تلافی کھڑا۔ نماز کا وقت تھا۔ سب نے دلو کیا۔  
اُن مولوی صاحب نے وضو کرتے وقت سب کو  
اتار کر قریب ہی ایک درخت پر لگا دی بگر  
بعد فراغت نماز میں اگلی کے وقت واسکٹ  
اُٹھانا یاد نہ رہا۔ بہت دیر تک گئے تو یاد  
آیا۔ زادِ راہ یہی تھا۔ بڑی نگرہ ہوئی بڑے  
تلاش سے حضرت نور الدین اعظم کو اطلاع  
مکی۔ آپ نے کوئی ٹکڑا اور پریشانی کا الحار  
نہیں کیا۔ اور سفر جاری رکھا۔ تلافی بے حد  
پریشان تھا کہ ہنڈی پہنچ کر کھٹ لینے ہوں  
گئے۔ جب ہنڈی کا شہر نظر آنے لگا تو  
اُن مولوی صاحب نے غرض کی کہ حضور  
اسٹیشن چلیں یا جہاں آپ فرمائیں وہاں  
قیام کریں۔ مگر اس سڑک بزرگ سہتی نے  
اصرار سے کہا اسٹیشن پر جانا ہوگا اور سفر  
جاری رکھنا ہوگا۔ سائیکوں کو دھککا دے  
بے چینی تھی کہ کھٹ خریدنا نہیں اور سفر  
لئے روپے گھنٹی مزدور ت سے۔ مگر  
حضرت مولوی صاحب نے حکم کی عہدگی کسی کو  
مجال نہ تھی۔ ہنڈی کاریلو سے اسٹیشن بالکل  
قریب آگیا۔ اس اتنا ہی کیا دیکھتے ہی ایک  
لینڈنگ گاڑی دو سب سے رفتار شکنی گھوڑے  
جھے ہوئے کو چوان نہری کی پگڑی پہنے۔  
سرخ کوٹہ بوٹ اور پیموں سے آراستہ  
اور پچھلے دو سائیس ایسے ہی نفیس لباس  
پس ملبوس، ہاتھ میں چوڑیاں لئے چمے  
گاڑی تیزی سے لئے آ رہے ہیں۔ پچھلے  
لینڈنگ گاڑی حضرت مولوی صاحب کی کراچی  
گاڑی کے قریب پہنچی تو دس روپے ایک  
معلقول وجیہ صدرت شخص شیردانی اور  
تنگ پا جامہ میں ملبوس گاڑی سے اترے اس  
نے حضرت مولوی صاحب کو درباری سلام  
کیا اور عرض کیا مجھے فلاں خواب صاحب  
نے یہ اطلاع پاکر کہ آپ ہنڈی آ رہے  
ہیں بھیجا ہے اور آپ کو اپنی کوٹھی پر لانے  
کے لئے اصرار کیا ہے۔ کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ  
سخت علیل ہیں کسی طبیب بیکم ڈاکٹر کے  
علاج سے نائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت مولوی  
صاحب نے جبرری کا نذر کیا۔ مگر وہ شخص  
بے انتہا مصر ہوا۔ بالآخر آپ پر نزاکت  
حالات کا اثر ہوا۔ آپ نے اصرار کو چھوڑ  
دیا اور اُس گاڑی میں بیٹھ گئے۔ تانہ کو  
اسٹیشن جانے تک دیا۔ خواب کی بیگم واقعی  
بہت بے چین اور علیل تھی۔ آپ نے حسب  
عادۃ تشخیص ایسی زبانی جیہ کہ نیرنشانہ  
پر لگتے تھے قطعاً اگر بھیجے ہو تو علاج کا بھی  
اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے علاج سے بیگم  
کو فوراً تکسین سی ہوئی اور وہ گھبراہٹ  
قطعی فانی ہو گئی۔ خواب نے جو بد پیش  
کیا وہ زادِ راہ کیلئے کافی سے کہیں زیادہ  
تھا۔ (باقی صفحہ ۱۷ پر)







چند یادیں اور تاثرات (صفحہ ۱۷۱)

کر سنانی تھی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے  
نے بھی میاں صاحب کے حق میں تقریر  
فرمائی۔ ہر چارہ طرف سے یہ آواز آتی  
تھی۔ میاں صاحب۔ میاں صاحب۔  
چچے دایاں پھینک پھینک۔ کروڑوں نے  
سیت کی۔

درخواست دعا

خود خاکِ ر مشرقی و مغربی گود ادری  
کے تبلیفی و دورے سے لوٹنے کے بعد  
بعارضہ عندھن بیمار ہے۔ اسی طرح  
میرے یہ ادراستی محرم عبد الرشید صاحب کی اہلیہ  
عقترہ کے پیٹ کا اپریش لندن میں بیٹا ہے جو  
بذنبہ تھالے کا سیاب رہا ہے برسہ کی کمال  
شفا یابی اور کمالی صحت کیلئے خصوصی دشا کی  
درخواست ہے۔ خاکِ رڈاکٹر آفتاب احمد  
تھانوری شاہ نل بندہ حیدر آباد

شادی خسانه آبادی

تمام احبابِ جماعت سے اسند ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اسلام اور احمدیت اور مہرِ دو خاندانوں کے لئے برکت کا موجب بنائے اور ستر ثمراتِ حسنہ ہو۔ آمین۔  
مکرم میزخاسام رسول صاحب نے اس خوشی میں پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے امانت بدرجہ دیئے ہیں۔ جزا اعم اللہ احسن الجزا  
فاکسار عبد الحمید ملک

درخواستہائے دُعا

خاکسار قزلباشی محمد یوسف احمدی تیارپوری بی۔ ایس۔ سی۔ اہل اہل۔ بی۔

خاندان سید رشید الدین احمد کشک

ضروری اعلان

چنانچہ لغارت ہذا کی طرف سے تازہ صورت حال پیش کرنے پر حضور ابدہ اللہ  
لغارت نے ٹھیکیدار البشیر احمد صاحب کو دوبارہ اخراج از جماعت رستاقہ کی سزا  
کی منظوری دی ہے۔

جملہ احباب جماعت حضور کے اس فیصلہ کی پوری پوری پابندی کریں۔

ناظر امور و عامه قادیان



# خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دور میں ماری ڈھاریاں

مکرم مولانا عبد الملک خاں صاحب      ناظر اصلاح و ارشاد دہلوی

یہ دور دجالی فتنوں کا دور ہے جس کے  
مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے  
تیار کیئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام کو یہاں سے جنت  
عقل فرمائی۔ پھر آپ کے منہ کی تکمیل کے  
لئے آپ کی وفات کے بعد خلافتِ دائمی  
کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ اس زمانہ میں رحمت  
اور شیطان کی آخری جنگ ہے اور  
ہم خدا کی فوج کے سپاہی ہیں۔ اس واسطے  
ہمارے لئے کامیابی کی یہی راہ ہے کہ  
ہم ہمہ سہ ہونے والے حالات میں بہ لا ہوا رویت  
اغتیا رکریں۔ دنیا کے ہر اہم حادثہ بد  
انسان کے اندر طبعی طور پر کچھ تغیر پیدا  
ہو جاتا ہے۔ مثلاً آدمی بیٹھا ہوا موت کے  
ایک عزیز یا قریبی پاس سے گزرتا ہے تو  
معاہدہ کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے کوئی  
بڑا آدمی گزرتا ہے تو اس کے لئے وہ اپنی  
جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے یا کم از کم ہل جاتا ہے  
جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی آمد کا علم  
ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان  
ابتداء آتے ہیں قرآن کریم میں ان کو خدا کا آنا  
قہر اور دیا گیا ہے۔ اس وقت میرے عزیز  
اور بزرگو! خدا نے افواج محمدی کا جو پس لار  
آپ کو عطا کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں  
خدا تعالیٰ نے اپنے ابام کے ذریعہ بتایا  
ہے۔

انا نبشرك بغلام  
مظہر الحق والعلی  
وكان الله نزل من  
السماء انا نبشرك

بغلام نافلۃ للث  
یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت  
دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا جلوہ  
ہو گا تو گویا آسمان سے خدا کا نزل  
ہو گا اور ہم ایک لڑکے کی تجھے  
بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا  
ہو گا۔

پھر آپ کے والد حضرت مصلح موعود  
رضی اللہ عنہ کو خدا نے بتایا۔  
”جی تجھے ایک لڑکا دوں گا جو  
دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی  
خدمت پر کمر بستہ ہو گا۔“

والفضل ۵ مارچ ۱۹۱۵ء  
پھر خدا نے آپ کو قدرتِ شانہ کا تیسرا

مظہر بنایا جس کی بابت ایک طرف حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام کو الہامیہ بتایا گیا  
انا نبشرك بغلام اسمه  
یحییٰ اسمہ ترفیع فضل  
ربك باصحاب الغیب  
یعنی ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت  
دیتے ہیں جو عمر پانے والا ہو گا۔  
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب  
نے اصحاب الغیب کے لئے کیا کیا  
یہ الہام ۶-۷ نومبر ۱۹۰۷ء کا ہے  
اس میں ایک پسہ کی بشارت دی گئی ہے  
جسے ناند کہا گیا ہے کیونکہ پوتے کے لئے  
بیسے کالاف ذبحی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابن  
عبدالمطلب مالا کہ آپ حضرت عبدالمطلب  
کے پوتے تھے۔ اس لئے یہ الہام حضرت خلیفہ  
المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں  
ہے۔ خدا نے آپ کے زمانہ میں مخالفین  
اسلام کی بابت یہ خبر دی ہے کہ وہ انکا  
الغیب کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوں گے  
اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۷ء  
میں یہ بشارت دی۔

”جی ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ  
خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے  
بشارت دینا ہوں کہ اگر وہ خدا  
تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو  
اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے  
مکویں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو  
جائیں گی۔“

میں خدا کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے  
آپ کو امیر زمانہ نصیب کیا۔ چونکہ شیطان  
کی شکست اور اسلام کی فتح قریب کی  
گئی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت  
خلیفہ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ  
بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

”جی آپ سب کو پوری قوت سے  
بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے  
مظہر کا غیظ دن طلوع ہو چکا ہے  
دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت  
کو ٹال نہیں سکتی۔ احادیثِ فتح منہ  
ہو کے رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
پچیس سال کے اندر اسے اسلام  
کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ  
لیں گے۔ جی بڑا دعویٰ اور جواہر

مردوں اور عورتوں سے پکا رکھ  
کہتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی  
خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔  
اسلام کی فتح کے دن اٹھیں  
اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن  
نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے  
مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ  
کا دن طلوع ہو چکا ہے۔ اس کا  
فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر  
ناممکن ممکن ہو کے رہے گا۔“

والفضل ۲ جون ۱۹۰۷ء

اسے حامی دین! خلیفہ وقت کی یہ  
بشارت ہم پر بہت سی ذمہ داریوں کو عائد  
کرتی ہے جن میں سے چند ایک کی طرف نشاندہی  
کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

## پہلی ذمہ داری

ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کی اہمیت  
کو پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ خلافت کا ہمارے  
ایمانوں سے گہرا تعلق ہے تفصیل اس اہل  
کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص یہ دعوے کرتا  
ہے کہ وہ مومن اور نیکو کار ہے مگر مسلمانوں  
کی ہر جماعت کا یہی دعویٰ ہے۔ یہ یہ کیونکہ  
نفیہ کیا جا سکتا ہے کہ صحیح معنوں میں کون  
مومن ہے اور کون نہیں۔ چونکہ ایمان کی تعریف  
ہی یہ ہے۔ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان  
اس کے ماتحت ہم زبان کا اقرار تو سن سکتے  
اور سمجھ سکتے ہیں لیکن دل کے راز کا دامن  
تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں۔ دل کا راز تو وہ

علامہ الغیب ہی جانتا ہے اس لئے ہم کو اس  
بار سے ہی خدا تعالیٰ کے کلام کی شہادت  
مطلوب ہو گی اور ہم اسی کو سچا مومن سمجھیں  
گے جسے خدا مومن قرار دے۔ خدا کا گواہی  
میں کیونکہ حاصل ہو اس بار سے ہی خدا نے  
ایک اصل قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔  
خدا فرماتا ہے۔ آؤ فوجاً بجمعہ ی آؤن  
لیمسکمن کفہ کدے لوگوں میں سے جو عہد کے ہیں  
کہ وہ تمہیں نے تم سے جو عہد کے ہیں وہی تمہیں  
پورا کر دوں گا۔ یہی جن جماعت یا فرد سے  
خدا نے عہد دیا کہ وہ اپنا کرتا ہے وہی گروہ  
خدا کی نگاہ میں مومن دیکھا جائے گا۔ آئیے  
ہم یہ بات قرآن کریم سے ہی معلوم کریں کہ  
خدا نے مومن بندوں سے کیا کیا وعدے  
کئے ہیں۔ اور وہ کن کن کے حق میں پورے

ہوئے۔ ایک وعدہ خدا کا مومن بندوں سے  
یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ  
وَعَمِلُوا الصّٰلٰتِ لِیَبْرِکَ لَہُمْ فِیْ اٰمَالِہُمْ  
فِیْ الْاٰخِرِیْنَ کَمَا اَسْتَفْتٰہُمُ الَّذِیْنَ  
مِنَ قَبْلِہُمْ کہ خدا مومن اور نیکو کاروں کو  
میں دیئے ہیں وہی عہد مقرر کرتے گا جیسے پہلے لوگوں  
میں اس نے خلیفہ مقرر کئے۔ یہ بات ہر مومن  
نہیں کہے تھے جب ہندوستان میں علی  
برادران نے خلافتِ مودنٹ شروع کی  
تھی تو ان اشخاص کے کہ وہ صحیح تھے یا خدا اس میں  
جو لوگ سرگرم عمل تھے۔ وہ بھی علی الاطلاق یہی  
کہتے تھے کہ

”اگر ہم میں ایمان اور اعمال صالحہ  
ہوئے تو ہم سے خلافت جیسی نعمت  
خفیہ کے حصول کی اہمیت سلب  
نہ کی جائے۔“

پس خلیفہ کا وجود ہمارے مومن اور نیکو کار  
ہونے کی آسمانی شہادت ہے جب نہ فتنہ  
کا ہمارے ایمانوں سے اتنا گہرا تعلق ہے تو ہم  
پر کیا یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہر دو  
جان سے اس کی قدر کریں اور شب و روز پڑھنا  
کی طرح اس شخص کے گویہ چلنے لگنے اور اس کی  
اطاعت میں محو ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ  
ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ  
پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام  
کے نہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیے  
کہ وہ کیا کرتا ہے اور اس کے نام  
انکے لئے کے بعد اپنا قدم انکے ہاتھ  
امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ ہم سے  
اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ  
پابندی کرے۔“

والفضل ۵ جون ۱۹۰۷ء

نیز حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
خلیفہ وقت کی اطاعت کی اہمیت واضح کرتے  
ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-  
”ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح  
موعود پر ایمان لاتا ہوں ہزار  
دفعہ کوئی کہے کہ اس احمدیت پر  
ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور  
اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیامت  
نہیں۔ جب تک وہ اس شخص سے  
ہاتھ نہیں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس  
کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں ظہور  
تائیم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک  
جو امت کا شرف یا فخر کی طرح اس  
کی اطاعت میں نہ کیے گا ہر لمحہ ہر  
نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی  
قسم کی نصیحت اور برائی کا حقدار  
نہیں ہو سکتا۔“







ہے کہ وقت کے تقاضہ کو پہچانا جائے اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسرے سبکدوش بھی احمدیہ جماعت کے دوش بدوش اسلام کی خدمت و اشاعت کے نتیجہ خیز پروگرام میں حصہ دار بنیں۔ خدا تعالیٰ توفیق دے آمین :

## قرار دادِ تعزیت بروفا محترم مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی

ہم ممبران انجمن احمدیہ جمشید پور اپنے سابق پریذیڈنٹ محترم مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر بہت ہی غمگین ہیں۔ خاص کر ان کی اچانک وفات کی خبر نے ہم لوگوں کا دل دھلا دیا ہے۔ ہم خداوند قدوس کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرماوے آمین تم آمین۔ وہ احمدیت کے ایک قابل رشک پرانے تھے اور انہوں نے ہماری جماعت میں احمدیت کی روح پھونک کر ہمیں روحانی زندگی بخشی تھی۔

خاکسار: ڈاکٹر سید حمید الدین احمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جمشید پور۔

## آل کشمیر احمدیہ کانفرنس بمبئی

بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء

احباب جماعت ۶۷۷ احمدیہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال مورخہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ نومبر ۱۳۵۰ ہجری بمطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ - اتوار - پیر کو آل کشمیر احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ممبئی میں ہوگا۔ ہذا جماعتیں بھی سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں کریں نیز دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب بنائے۔  
المعلن: خاکسار غلام نبی نیاز صدر آل کشمیر جلسہ کمیٹی۔

## رفتار وصولی چندہ وقف جدید

حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ چندہ وقف جدید کی وصولی کی رفتار بہت گر گئی ہے۔ اب تک کی وصولی تدریجی وصولی سے بہت کم ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریاں مال اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ وصولی چندہ کیلئے اپنی جدوجہد کو تیز کریں اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق جلد از جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمادیں۔ ابھی تک بعض دیہاتی اور شہری جماعتیں ایسویں جن کی طرف سے سال رواں کے وعدہ جات کی فہرست دفتر ہذا میں نہیں پہنچی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اس کوتاہی کا زائل اس طرح کریں کہ فہرستوں کے ساتھ ہی وعدوں کی رقم نقد ارسال فرمادیں اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

## پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کارول

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ: نوٹ و نر مالیں

الومریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تارکاپتہ:- "Autocentre" { {ٹیلیفون نمبرز 23-1652 23-5222}

## جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام بقیہ

اور حضور پورے جزم اور یقین کے ساتھ اپنی جماعت پر یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ خلافت کا آغاز اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ اللہ تعالیٰ کے پاس نہ چلے جائیں۔ اسی کے ساتھ دوسرے اندازوں کا وہ دوسرے بھی باطل ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد خلافت نہیں بلکہ انجمن حضور کی جانشین ہے۔ حالانکہ حضور نے "دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔" کے ذریعہ صراحت فرمادی کہ حضور کا جانشین خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت کھڑا کیا جائے گا جب حضور کی وفات ہو۔ دوسرے انداز نہیں دیکھتے کہ جس انجمن کو حضور کی وفات کے بعد حضور کا جانشین کہہ رہے ہیں وہ تو حضور کی اپنی زندگی میں تشکیل پا کر کام بھی کر رہی تھی اسلئے انجمن تو کسی صورت میں حضور کی جانشین اس پہلو سے نہیں ہو سکتی جسے حضور نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور قدرتِ ثانیہ کا منظر وہی وجود ہو سکتا ہے جسے حضور کی وفات کے بعد جماعت کی اکثریت منتخب کرے۔

علاوہ ازیں قدرتِ ثانیہ کے بارے میں یہ جو حضور نے فرمایا کہ "وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کی وفات کے بعد صرف ایک ہی شخص کے منصبِ خلافت پر فائز ہو جانے اور قوم کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ جب پہلے خلیفہ المسیح کا زمانہ خلافت ختم ہو کر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے تو خدا تعالیٰ دوسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا۔ اور جب دوسرے جانشین اپنی طبعی عمر کو پورا کر چکیں گے تو خدا تعالیٰ تیسرے جانشین کو کھڑا کر دے گا اور یہ سلسلہ برابر چلتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ قیامت آجائے۔

اس میں تو جماعت احمدیہ کے لئے ایک دائمی نعمت کا ذکر تھا مگر افسوس کہ منکرینِ خلافت نے خدا تعالیٰ کے اس انعام کو خود رد کیا۔ اور اس سے روگردانی کی۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے آیۃ استخلاف میں خلافت کے منصبِ جلیلہ پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جسے دو شرطوں کے ساتھ مشروط کیا۔ اور ساتھ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہمارے اس زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوة کے جاری ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔ اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر جب غور کیا جائے تو اس جگہ ایک اور پر لطف بات سامنے آتی ہے کہ جس مبارک وجود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہونی مفروضہ تھی وہ وہی ہے جسے بنیاری شریف کی حدیث کی رو سے قریباً ستاسے پر گئے ہوئے ایمان کو لانے کی توفیق ملنے والی تھی۔ خدا کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس زمانہ میں حبیبِ پیشگوئی فارسی النسل وجود یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے وہ زندہ اور تازہ ایمان لائے اور ہمارے قلوب میں اس ایمان کی سیج روشن ہوئی۔ اس طرح ایک اور رنگ میں حضرت امام ہدی علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت کے حق میں آیت استخلاف کی پہلی شرط جو وعدہ اللہ الذین آمنوا میں آمنوا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے پوری ہو گئی۔ اب، دوسری شرط جو وعملوا الصالحات کے الفاظ میں مذکور ہے اس کی پابندی سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ جماعت احمدیہ کے حق میں پورا ہو سکتا ہے۔ اور ہم مبائعین کا یہ موقف ہے کہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ نہ صرف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے ساتھ بلکہ آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے وقت بھی اور پھر سالانہ میں خلافتِ ثالثہ کے وقت بھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت کے ذریعہ خلافت پر فائز کرنے کی دونوں شرطیں بدرجہ اتم پوری ہو گئی ہیں۔

پس خوش قسمت ہے جماعت مبائعین جن کے ایمان اور عمل صالح کا پابند ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک ایک فرد کو ہر زمانہ میں خلافت کے منصب پر فائز کیا جس کی مؤید من اللہ قیادت سے جماعت ہر روحانی میدان میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کاش عامۃ المسلمین بھی اس بات پر محنت بالطبع ہو کر غور کریں کہ اتحاد اسلامی کا واحد ذریعہ خلافت ہی ہے۔ اور اس مثالی اتحاد کا شاندار نمونہ جماعت احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے اور خدمت و اشاعتِ دین کے میدان میں اس نے ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن سے دنیا کے تمام دوسرے اسلامی فرقے قطعی محروم اور بے نصیب ہیں۔ احمدیہ جماعت کو جو امتیاز حاصل ہوا تو پہلے امام ہدی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے دلوں میں زندہ اور تازہ ایمان حاصل کیا اور مناسب حال اعمال کی اس کوراء ملی۔ اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اس طریق پر جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی جماعت احمدیہ خلافت کے ہاتھ پر جمع رہا اور خلافت کی کامیاب قیادت میں ساری دنیا کے اندر اسلام کی سر بلندی اور اس کے روحانی غلبہ کا پروگرام نہایت کامیابی دکانرانی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اس لئے دانشمندی اسی میں



# The Weekly Badr Qadian

KHILAFAT NUMBER

معارف قرآن

## اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہے

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا

سُورۃ نُوْر کی آیت ”کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ“ کی پُر معارف تفسیر

رسم فرمودہ سیدنا حضرت اقدس المصطفیٰ الموعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

”اصل بات جو اس آیت میں بتائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سنبھالنے کے لئے اُن کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے بعض وجودوں کو ان کی امت کی خدمت کے لئے چُن لیا تھا اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ بعض ایسے وجود کھڑا کرے گا جو آپ کی امت کو سنبھالیں گے اور یہ مقصد بہ نسبت سابق خلفاء کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے زیادہ پورا کیا ہے۔ پھر جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح ناصریؑ کو مبعوث فرمایا جو موسیٰ شریعت کی خدمت کرنے والے ایک تابع نبی تھے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور اس طرح اُس تابع نبوت کا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب حال امتی نبوت کے دروازہ کھول دیا اور آپ کے ذریعہ اُس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد شروع ہوا اور خلافت ثانیہ تک امتداد رہا۔ اور اگر جماعت احمدیہ میں ایمان بالخلافت قائم رہا اور وہ اس کو قائم رکھنے کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد کرتی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ وعدہ لمبا ہوتا چلا جائیگا۔ مگر جماعت احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے یعنی خلافت کو امتداد کرنے کیلئے پہلوں کے طریق انتخاب کو مدنظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کا الہام ہے ”کلیسیا کی طاقت کا نسخہ“ (تذکرہ صفحہ ۶۸) یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اس کو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا الہام میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اس کے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے قریباً اٹیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے یہ شک انہیں وہ نور حاصل نہیں ہوتا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ مگر جماعت احمدیہ اسماعیلیہ کے مطابق اس قانون کو ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخاب خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا۔ اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔“

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۳۹۰)